قیصر مصطفیٰ قیصر

جہاں سے ہائے وہ شعلہ نوا خطیب گیا

فدا تھے اہلِ چمن جس پہ وہ خطیب گیا
جو نالہ زن تھا شبِ غم وہ عندلیب گیا

زمانہ کہتا تھا جس کو معالجِ ملت
وہ قوم کے دلِ پردرد کا طبیب گیا

چراغِ عشقِ محمد کی لو لگی تھی جسے
ارم کا ملتے ہی پروانہ خوش نصیب گیا

زبس حبیبِ خدا پر تھا وہ ازل سے فدا
بشوقِ دید سوئے محفل حبیب گیا

سخن طراز جسے جانتے تھے اپنا رقیب
وہ کہہ کے روتے ہیں اب ہائے وہ رقیب گیا

یہ غل محافظِ نو ملت کی مرگ پر ہے بپا
جگر پہ داغِ الم لے کے غم نصیب گیا

وہ کہتا تھا کہ اگر پیش داورِ محشر
ہلے گا عرش جو روتا ہوا غریب گیا

جو دم میں کرتا تھا مردہ دلوں کو گرمِ عمل
جہاں سے ہائے وہ شعلہ نوا خطیب گیا

فرنگی جس کی صداؤں سے کانپ اٹھتا تھا
وہ دینِ پاک کا سحر آفریں نقیب گیا

وہ دور جوش پہ تھا جس میں ذوقِ دار و رسن
پلک جھپکتے ہی کیا دور وہ عجیب گیا

نہیں ہے شعر و ادب میں مزا کہ محفل سے
سخن شناس گیا، شاعر و ادیب گیا

وہ راہِ قربِ بنی جو تھی زندگی میں بعید
ہوئی جو قطع تو محبوب کے قریب گیا

ستارے عرش سے قیصر جو توڑ لاتا تھا
ارم کو آج وہ واعظ گیا خطیب گیا